عُمْدَۃُ المتکلّمین زُبْدَۃُ العَارِفِیْن قُدْوَۃُ السَّالِکِیْن حُجَّۃُ الاِسْلَام اِمَام

ابُو حَامِد مُحَمَّد بِنْ غَزَالی رحمتہ اللہ علیہ

کی تحقیقِ انیق اور علوم معارف کا بے بہا خزانہ

جلد سوم

احیاءِ عُلوم الدّین

المعروف احیاء العلوم کا با محاورہ مستند اردو ترجمہ

مِصْبَاحُ السَّالِکِین

مترجم: علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی دامت برکاتہم عالیہ

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 7352795-7124354

ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اونٹ پر جا رہا تھا کہ اس نے اپنے اونٹ پر لعنت بھیجی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

"اے بندۂ خدا ہمارے ساتھ ملعون اونٹ پر نہ جا" (۱)

اس کا مطلب اس کے عمل کی برائی اور ناپسندیدگی بتانا تھا کہ اونٹ لعنتی ہو گیا لعنت کا معنیٰ اللہ تعالیٰ سے دوری ہے اور یہ صرف اسی کے لیے جائز ہے جو ایسی صفت سے موصوف ہو جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے، اور وہ کفر اور ظلم ہے ۔ مثلاً یوں کہا جائے "ظالموں اور کافروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو" اور اس سلسلے میں وہی لفظ استعمال کرے جو شریعت میں وارد ہوئے ہیں اس لیے کہ لعنت میں خطرہ ہے کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فیصلے کا اظہار ہے کہ اس نے ملعون کو دور کر دیا اور یہ غیب کی بات ہے اللہ تعالیٰ ہی اس پر مطلع ہے یا اس کے بتانے سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوتی ہے ۔

لعنت کے اسباب :

لعنت کا تقاضا کرنے والے اسباب تین ہیں ۔

۱۔ کفر ۔ ۲۔ بدعت ۔ ۳۔ فسق ۔ اور ان میں سے ہر ایک کے لیے لعنت کے تین طریقے ہیں ۔

۱۔ عمومی وصف کے ساتھ لعنت بھیجنا جیسے (یوں کہنا کہ) کافروں بدعتیوں اور فاسقوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ۔

۲۔ خاص وصف کے ساتھ لعنت بھیجنا جیسے یہودیوں، نصاریٰ، مجوسیوں، قدریوں، خارجیوں، رافضیوں، زانیوں، ظالموں اور سود خوروں پر لعنت ہو ۔ یہ دونوں طریقے جائز ہیں لیکن بدعتی کے اوصاف کے حوالے سے لعنت میں خطرہ ہے کیونکہ بدعت کی پہچان بہت مشکل بات ہے اور حدیث شریف میں کوئی لفظ اس سلسلے میں وارد نہیں ہے لہٰذا عوام کو اس سے روکا جائے کیونکہ اس طرح لوگوں میں جھگڑا پیدا ہوگا ۔ (جس طرح آج کل وہابی، دیوبندی حضرات نے مسلمانوں کو بات بات پر بدعتی کہنا شروع کر دیا ہے عید میلاد منانا بدعت، بزرگوں کے عرس بدعت، فاتحہ خوانی بدعت الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا بدعت غرضیکہ ہر اچھے کام کو بدعت کا فتویٰ دے کر پوری امت مسلمہ کو انتشار کا شکار بنا دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے فتنوں سے بچائے آمین ۱۲ ہزاروی)

۳۔ شخص معین پر لعنت بھیجنا اور یہ خطرناک بات ہے مثلاً یہ کہ فلاں پر لعنت ہو کیونکہ وہ کافر ہے یا بدعتی ہے ۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جس شخص کے لیے شریعت میں لعنت ثابت ہو اس پر لعنت بھیجنا جائز ہے جیسے فرعون پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، ابوجہل پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، کیونکہ ان لوگوں کا کفر پر مرنا شرعی طور پر ثابت ہے لیکن ہمارے زمانے میں کسی معین

---

(۱) الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۸، ۴۹ کتاب الادب

شخص پر لعنت بھیجنا کہ شاید وہ یہودی ہے، بہت مشکل بات ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ اسلام قبول کر کے فوت ہوا ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو گیا ہو لہٰذا اس کے ملعون ہونے کا فیصلہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔

سوال:

اگر تم ہو کہ اس کی موجودہ حالت کے پیش نظر اس پر لعنت بھیجی جا سکتی ہے جیسے مسلمان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اگرچہ وہ مرتد بھی ہو سکتا ہے (معاذ اللہ)

جواب:

نوجوان لو! ہمارا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اسلام پر ثابت قدم رکھے اور اسلام رحمت کا سبب ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اسے اپنی اطاعت پر قائم رکھے اور یہ کہنا جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کافر کو اس بات پر ثابت رکھے جو لعنت کا باعث ہے یہ تو کفر کا مطالبہ ہے اور یہ مطالبہ بذات خود کفر ہے بلکہ یوں کہنا جائز ہے کہ اگر یہ کفر پر مر جائے تو اس پر لعنت ہو اور اگر یہ اسلام پر فوت ہو تو اس پر لعنت نہ ہو، اور یہ غیب کی بات ہے جس کا ادراک نہیں ہو سکتا، اور مطلق بات دونوں جہتوں کے درمیان متردد ہوتی ہے اور اس میں خطرہ ہے جبکہ لعنت کو چھوڑنے میں کوئی ڈر نہیں۔

جب تم نے کافر کے بارے میں یہ بات معلوم کر لی تو اگر زید فاسق یا بدعتی ہو تو اس پر لعنت سے بچنا بدرجہ اولیٰ ضروری ہے معین افراد پر لعنت بھیجنے میں خطرہ ہے کیونکہ افراد کی حالت بدلتی رہتی ہے البتہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوتا تھا اور آپ جانتے تھے۔ کہ کون شخص کفر پر مرے گا اسی لیے آپ نے معین لوگوں پر لعنت فرمائی آپ قریش کے خلاف یوں بددعا کرتے تھے۔

یا اللہ! ابو جہل بن ہشام اور عتبہ بن ربیعہ کو عذاب دے (۱) اسی طرح جو کفار بدر میں مارے گئے ان کے بارے میں یہی فرماتے حتیٰ کہ جن کی عاقبت کا آپ کو علم نہ تھا ان پر آپ لعنت بھیجتے تو آپ کو روک دیا گیا کیونکہ روایات میں ہے کہ آپ ایک مہینے تک دعائے قنوت میں ان لوگوں پر لعنت بھیجتے رہے جنہوں نے بئر معونہ والوں کو شہید کیا تھا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (۲)

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ۔	یہ آپ کے اختیار میں نہیں اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے یا ان کو عذاب دے بے شک وہ ظالم ہیں۔

---

(۱) صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۰۹ کتاب الجہاد والسیر

(۲) السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۹۷ کتاب الصلوٰۃ (۳) قرآن مجید سورۂ آل عمران آیت ۱۲۸

یعنی ہو سکتا ہے وہ اسلام قبول کریں تو آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ ملعون ہیں۔

اسی طرح کسی شخص کے کفر پر مرنے کا ہمیں علم ہو تو اس پر لعنت بھیجنا اور اس کی مذمت کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں کسی مسلمان کو اذیت نہ پہنچائی جائے ورنہ جائز نہیں جیسا کہ ایک روایت میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لے جاتے ہوئے ایک قبر کے پاس سے گزرے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا انہوں نے عرض کیا یہ ایک ایسے شخص کی قبر ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا باغی تھا۔ اور وہ سعید بن عاص تھا اس کے بیٹے عمرو بن سعید کو غصہ آیا اور اس نے کہا یہ اس شخص کی قبر ہے جو ابو قحافہ سے زیادہ کھانا کھلاتا تھا اور اس سے زیادہ شجاع تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ شخص مجھ سے اس قسم کی گفتگو کرتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر سے اپنی زبان کو روک دو وہ چلا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جب تم کفار کا ذکر کرو تو عمومی ذکر کرو جب تم خاص طور پر کسی کا ذکر کرتے ہو تو ان کے بیٹوں کو غصہ آتا ہے چنانچہ لوگ اس بات سے رک گئے۔ (۱)

نعیمان شراب پیا کرتا تھا اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں کئی بار کوڑے لگائے گئے تو کسی صحابی نے کہا اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجے کس کثرت کے ساتھ اسے لایا جاتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بنو۔ ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا یہ بات نہ کہو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے (۲)

تو آپ نے اسے اس بات سے روک دیا یہ اس بات پر دلالت ہے کہ کسی فاسق کو معین کر کے لعنت بھیجنا جائز نہیں، خلاصہ یہ ہوا کہ معین اشخاص پر لعنت میں خطرہ ہے لہذا اس سے بچنا چاہیے جب کہ شیطان پر لعنت کرنے سے خاموشی اختیار کرنے میں کوئی خطرہ نہیں چہ جائیکہ دوسروں پر لعنت کی جائے۔

یزید پر لعنت بھیجنا:

اگر کہا جائے کہ کیا یزید پر لعنت بھیجنا جائز ہے کیونکہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے یا آپ کے قتل کا حکم دینے والا ہے تو ہم (جواباً) کہتے ہیں یہ بات بالکل ثابت نہیں ہے لہذا جب تک یہ بات ثابت نہ ہو کہ اس نے آپ کو قتل کیا یا حکم دیا یہ کہنا بھی جائز نہیں کہ اس نے آپ کو قتل کیا یا آپ کے قتل کا حکم دیا لعنت بھیجنا تو بعد کی بات ہے کیونکہ کسی تحقیق کے بغیر کسی مسلمان پر لعنت بھیجنا جائز نہیں ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور ابو لولو

---

(۱) المراسیل لابن ابی داؤد ص ۱۹۹ حدیث ۴۶۶

(۲) صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۰۰۲ کتاب الحدود، (کچھ تبدیلی کے ساتھ)

نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، کیونکہ یہ تواتر کے ساتھ ثابت ہے لہٰذا کسی مسلمان پر تحقیق کے بغیر فسق یا کفر کا الزام لگانا جائز نہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْكُفْرِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْفِسْقِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ (۱)

کوئی شخص کسی دوسرے پر کفر یا فسق کا الزام لگاتا ہے تو اگر وہ شخص ایسا نہ ہو تو وہ بات کہنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب کوئی شخص کسی دوسرے کو کافر کہتا ہے تو وہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف لوٹتا ہے اگر وہ شخص واقعی کافر ہو تو اسی طرح ہے جس طرح اس نے کہا اور اگر وہ کافر نہ ہو تو اس کو کافر کہنے کی وجہ سے کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے (۲)

مطلب یہ ہے کہ جب معلوم ہو کہ وہ مسلمان ہے اور اس کے باوجود وہ اسے کافر کہے، اگر اس کا گمان ہو کہ وہ کسی بدعت یا کسی دوسری وجہ سے کافر ہو چکا ہے تو وہ خطا کار ہوگا کافر نہیں ہوگا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں تمہیں اس بات سے روکتا ہوں کہ تم کسی مسلمان کو گالی دو یا عادل امام کی نافرمانی کرو۔ (۳)

فوت شدہ لوگوں کے حالات کو چھیڑنا زیادہ گناہ ہے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا فلاں شخص کا کیا حال ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو میں نے عرض کیا وہ تو فوت ہو گیا ہے ام المومنین نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے میں نے عرض کیا آپ یہ بات کیسے فرما رہی ہیں؟ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَىٰ مَا قَدَّمُوا۔ (۴)

مرنے والوں کو گالی نہ دو بے شک وہ اپنے کئے ہوئے عمل کی طرف چلے گئے۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) صحیح بخاری جلد ۲ ص ۸۹۳ کتاب الادب۔

(۲) الفردوس بمأثور الخطاب جلد ۴ ص ۷، حدیث ۶۲۳۷

(۳) حلیۃ الاولیاء جلد اول ص ۲۴ ترجمہ

(۴) صحیح بخاری جلد اول ص ۱۸۷ کتاب الجنائز

لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَتُؤْذُوْا بِهِ الْاَحْیَاءَ۔ مردوں کو گالی نہ دو اس طرح تم زندوں کو اذیت پہنچاؤ گے۔ (۱)

اور آپ نے فرمایا:

اے لوگو! میرے صحابہ کرام، میرے بھائیوں اور میرے دامادوں کے حوالے سے میری حفاظت کرو اور ان کو برا بھلا نہ کہو۔ (۲)

اے لوگو! جب کوئی مر جائے تو اس کی اچھی باتوں کا ذکر کرو۔ (۳)

اگر کہا جائے کہ کیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر لعنت بھیجنا جائز ہے یا یہ کہنا کہ جس نے آپ کو شہید کرنے کا حکم دیا اس پر لعنت ہو۔

ہم کہتے ہیں یوں کہا جائے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے اگر توبہ کئے بغیر مر گئے ہیں تو ان پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہو۔ کیونکہ اس بات کا احتمال ہے کہ وہ توبہ کے بعد مرے ہوں۔

حضرت وحشی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور وہ (وحشی) اس وقت حالت کفر میں تھے پھر انہوں نے کفر اور قتل دونوں سے توبہ کر لی لہٰذا ان پر لعنت بھیجنا جائز نہیں اور قتل اگرچہ بہت بڑا گناہ ہے لیکن وہ کفر کے درجے تک نہیں پہنچا۔ لیکن جب توبہ کی قید کے بغیر مطلقاً لعنت بھیجی جائے تو اس میں خطرہ ہے جب کہ خاموشی میں کوئی خطرہ نہیں اور یہ زیادہ بہتر ہے۔

ہم نے یہ بحث اس لیے ذکر کی ہے کہ لعنت کرنے اور اس سلسلے میں زبان کو کھلی چھٹی دینے میں لوگ سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں جب کہ مومن لعنت بھیجنے والا نہیں ہوتا۔ لہٰذا صرف اسی پر لعنت بھیجی جا سکتی ہے جو کفر پر مرا یا معروف صفات (جیسے جھوٹ وغیرہ) کے ساتھ لعنت بھیجی جائے متعین اشخاص پر نہ بھیجی جائے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہونا زیادہ بہتر ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو خاموشی میں سلامتی ہے۔

حضرت مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم حضرت ابن عون رحمہ اللہ کے پاس حاضر تھے اہل مجلس نے بلال بن ابو بردہ کا ذکر کیا تو کچھ لوگوں نے اس پر لعنت کرنا شروع کر دی ابن عون خاموش تھے انہوں کہا اے ابن عون! ہم اس کے بعض اعمال کی وجہ سے یہ بات کہہ رہے ہیں انہوں نے فرمایا قیامت کے دن دو کلمے میرے نامۂ اعمال سے نکلیں گے ایک "لا الٰہ الا اللہ"

---

(۱) مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۲۵۲ مرویات مغیرہ بن شعبہ

(۲) تاریخ ابن عساکر جلد ۶ ص ۱۲۹ امن اسمہ سعید / مسند امام احمد بن حنبل جلد ۳ ص ۱۱ مرویات ابو سعید

(۳) کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۸۰ حدیث ۴۲۷۱۲

اور در. روایہ کہ اس نے فلاں پر لعنت بھیجی تو میرے نامۂ اعمال سے لا الٰہ الا اللہ کا نکلنا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ کسی پر لعنت کے الفاظ نکلیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیں آپ نے فرمایا میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ لعنت کرنے والا نہ بننا۔ (۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ بہت ناپسند ہیں جو لعن طعن کرنے والے ہوں۔

بعض بزرگ فرماتے ہیں مومن پر لعنت بھیجنا اسے قتل کرنے کے برابر ہے حضرت حماد بن زید اس قول کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں اگر میں اس کو مرفوع حدیث میں کہوں تو کوئی حرج نہیں۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہا جاتا تھا کہ جو شخص کسی مومن پر لعنت بھیجتا ہے گویا وہ اسے قتل کرتا ہے (۲) انہوں نے اسے مرفوع حدیث کے طور پر نقل کیا ہے کسی شخص کے خلاف برائی کی بددعا کرنا بھی لعنت کے قریب قریب ہے حتیٰ کہ ظالم کے خلاف دعا بھی اسی حکم میں ہے جس طرح کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو صحیح نہ رکھے اور نہ اسے سلامتی عطا کرے اور اس قسم کے دوسرے الفاظ استعمال کرنا مذموم ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

إِنَّ الْمَظْلُومَ لَيَدْعُوْ عَلَى الظَّالِمِ حَتّٰى يُكَافِئَهُ ثُمَّ يَبْقٰى لِلظَّالِمِ عِنْدَهُ فَضْلَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (۳)

بے شک مظلوم ظالم کے خلاف دعا کر کے بدلہ لے لیتا ہے پھر قیامت کے دن ظالم کے لیے کچھ زیادتی بچی رہے گی۔

نویں آفت:

گانا اور شعر گوئی

ہم نے سماع کے بیان میں ذکر کیا ہے کہ کونسا غنا حرام ہے اور کونسا جائز؟ لہٰذا دوبارہ یہ بحث ذکر نہیں کریں گے۔ جہاں تک شعر کا تعلق ہے تو کلام اچھا ہو تو اچھا ہے اور برا ہو تو برا ہوگا لیکن شعر گوئی کو پیشہ بنا لینا مذموم ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا حَتّٰى يَرِيَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ

تم میں سے کسی ایک کے پیٹ کا پیٹ سے بھر جانا حتیٰ کہ وہ اسے خراب کر دے اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں

---

(۱) مسند امام احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۷۰ مرویات

(۲) صحیح بخاری جلد ۲ ص ۹۰۳ کتاب الادب

(۳) المصنف لابن ابی شیبہ جلد ۱۰ ص ۳۴۴ حدیث ۹۶۲۵